مولانا سیف الرحمان بی۔ اے
(ساہیوال)

مسجدوں کو تعمیر کرنے اور آباد کرنے کی فضیلت

یہ سماحۃ الشیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز ــــ حفظہ اللہ ــــ کے گراں قدر مقالہ "فضل تعمیر المساجد" کا ترجمہ ہے، جس کو اردو کے قالب میں ڈھالنے کی راقم الحروف کو سعادت حاصل ہوئی ہے۔ یہ مجلہ "رسالۃ المسجد" مکہ مکرمہ سے ماخوذ ہے۔ اس میں قابلِ صد احترام مفتی صاحب نے اس امر کی وضاحت کی ہے کہ تعمیرِ مساجد سے مراد، جس کی فضیلت احادیث میں مذکور ہے، تعمیرِ حسی نہیں بلکہ معنوی ہے۔ یعنی مساجد میں ذکرِ الٰہی اور دینی علوم کی تعلیم اور دعوۃ الی اللہ مراد ہے۔ کیونکہ تعمیرِ حسی میں بسا اوقات ایک ایسا شخص، جو برائے نام مومن ہوتا ہے کسی ذاتی مصلحت یا مفادِ عاجلہ کی خاطر شریک ہو جاتا ہے۔ مگر معنوی تعمیر صرف وہی کرتا ہے جس کا قلب ایمان باللہ اور ایمان بالآخرت کی ضیاء سے منور ہوتا ہے۔

مزید برآں قبروں کو پختہ بنانا، ان پر گنبد اور قبے تعمیر کرنا، قبروں پر سبز غلاف کی چادر ڈالنا، ان کے پاس مسجد تعمیر کرنا، صبح شام ان پر جاروب کشی کرنا، رات کے وقت ان پر گھی کے چراغ روشن کرنا، ان پر چراغاں کرنے کی خاطر تیل کی منت ماننا، مساجد کے احترام کی طرح وہاں جوتے اتار کر برہنہ پاؤں چلنا اور قبروں کی مجاوری کرنا وغیرہ تمام شرکیہ امور ہیں بلکہ لائق صد احترام مفتی صاحب نے آخر میں یہ فتویٰ صادر فرمایا ہے کہ جہاں کہیں کسی قبر پر گنبد یا قبہ وغیرہ نظر آئے یا اونچی قبر دکھائی دے تو اسے سید البشر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق مسمار کر دیا جائے۔ چنانچہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ڈیوٹی لگائی تھی کہ جہاں کہیں کوئی تصویر نظر آئے اسے مٹا ڈالو اور جہاں کوئی اونچی قبر دکھائی دے، اسے دیگر قبروں کے برابر کر دو۔

یہ مضمون ہم اہل پاکستان کو لمحۂ فکریہ کی دعوت دیتا ہے کہ پاکستان میں بیسیوں نہیں بلکہ سینکڑوں روضے، مقبرے اور پختہ قبریں بنی ہوئی ہیں جہاں پر رات دن شرک ہوتا ہے اور اگر کوئی توحید پرست انہیں ان شرکیہ امور سے روکنے کی سعی و جہد کرتا ہے تو قبروں کے پجاری علماء اور جہلاء اسے بزرگوں کا بے ادب اور گستاخ گردانتے ہیں اور بعض حرص و ہوا کے بندے اس پر کفر کا فتویٰ صادر کرنے سے دریغ نہیں کرتے۔ یہ لوگ مسجد میں جانا اور

نماز پڑھنا غیر ضروری سمجھتے ہیں لیکن پختہ قبروں اور مزاروں پر حاضری دینا فرضِ عین تصور کرتے ہیں کیا یہ تمام امور شرک نہیں ؟ اگر یہ شرک نہیں تو آپ ہی بتائیے کہ شرک کس بلا کا نام ہے ؟

ہماری حکومت کا بھی فرض ہے کہ جہاں چوری، ڈکیتی، زناکاری اور شراب کے مجرموں پر شرعی سزائیں عنقریب نافذ کر رہی ہے۔ وہاں شرک کے انسداد کے لیے کوئی مؤثر کارروائی کرنے فی الحال کم از کم ان کی مرمت اور دیکھ بھال پر قوم اور ملک کا جو لاکھوں روپیہ خواہ مخواہ ضائع ہو رہا ہے اس کا تدارک کیا جائے اور آئندہ کسی قبر کو پختہ بنانے اور اس پر گنبد تعمیر کرنے کی قطعاً ممانعت کی جائے اگر ہم نے شرک کی بیماری پر قابو پا لیا تو دیگر جرائم کی رفتار یں خود بخود کم ہو جائے گی اور انشاء اللہ ایک دن ایسا آئے گا۔ جب پاکستان کو دوسرے سعودی عرب کے نام سے پکارا جائے گا۔ ان تنصروا اللہ ینصرکم!

(سیف الرحمان غفرلہ الرحمان)

الحمد للہ والصلوٰۃ والسلام علی رسول اللہ وعلی آلہ واصحابہ ومن اھتدی بھداہ۔ اما بعد

چونکہ سیکرٹریٹ جنرل کی مجلس اعلیٰ نے، جو مساجد کے لیے قائم ہوئی ہے، ایک مجلہ "رسالۃ المسجد" شائع کرنے کا پروگرام بنایا ہے۔ جو اس مجلس کی منظوری سے شائع ہو رہا ہے۔ اس لیے میں نے محسوس کیا کہ اس رسالہ میں ایک مختصر مضمون مسجدوں کی تعمیر کی فضیلت اور انہیں آباد کرنے والوں کی عظمت اور شان کے سلسلہ میں سپردِ قلم کروں۔

تو گزارش یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مسجدوں کو غیر معمولی اہمیت دی ہے اور حکم دیا ہے کہ ان کے ادب و احترام کو ہمیشہ ملحوظ خاطر رکھیں اور ان میں صرف اسی کا ذکر و اذکار کریں ان کو آباد کرنے والوں کے متعلق فرمایا کہ وہ ہدایت یافتہ ہیں۔

ایک مقام پر فرمایا:

"وَاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا" (الجن)

کہ "مسجدیں صرف ذکرِ الٰہی کے لیے بنائی گئی ہیں اس لیے ان میں اللہ کے ذکر کے ساتھ غیر اللہ کا ذکر مت کرو۔"

نیز فرمایا:

"اِنَّمَا يَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ وَلَمْ يَخْشَ اِلَّا اللّٰهَ فَعَسٰۤى اُولٰٓئِكَ اَنْ يَّكُوْنُوْا مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ" (التوبۃ)

کہ "مسجدوں کو آباد کرنا صرف اس شخص کا کام ہے جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے۔ نماز قائم کرتا ہے۔ زکوٰۃ دیتا ہے اور خداوند تعالیٰ کے بغیر کسی سے نہیں ڈرتا۔"

ایک اور مقام پر فرمایا:

" فِيْ بُيُوْتٍ اَذِنَ اللّٰهُ اَنْ تُرْفَعَ وَيُذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ يُسَبِّحُ لَهٗ فِيْهَا بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ- رِجَالٌ لَّا تُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَاۗءِ الزَّكٰوةِ- يَخَافُوْنَ يَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِيْهِ الْقُلُوْبُ وَالْاَبْصَارُ- لِيَجْزِيَهُمُ اللّٰهُ اَحْسَنَ مَا عَمِلُوْا وَيَزِيْدَهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ وَاللّٰهُ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَاۗءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ" (النور)

ان گھروں (مسجدوں) کے متعلق اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ ان کا ادب و احترام کیا جائے اور ان میں اللہ کا نام لیا جائے ان میں صبح و شام اللہ کے بندے اس کی تسبیح بیان کرتے ہیں (یہ اللہ کے ایسے فرمانبردار بندے ہیں کہ) انہیں تجارت اور خرید و فروخت اللہ کا ذکر کرنے، نماز پڑھنے اور زکوٰۃ دینے سے مانع نہیں ہوتی۔ (اس کی وجہ یہ ہے کہ) انہیں اس روز کا فکر دامن گیر رہتا ہے جس روز دل اور آنکھیں ششدر ہو کر رہ جائیں گی (وہ مذکورہ بالا امور کی پابندی اس لیے کرتے ہیں) تاکہ اللہ تعالیٰ انہیں ان کے اعمال کی اچھی جزا عنایت کرے اور اپنے فضل و کرم سے اعمال کا بدلہ چکا دینے کے علاوہ کچھ زائد ثواب عطا کرے۔ (اللہ تعالیٰ کے ہاں کسی چیز کی کمی نہیں) وہ جسے چاہتا ہے بغیر حساب کے رزق عنایت فرماتا ہے۔"

ان آیات کریمہ میں مسجدوں کی شان و عظمت بہت زیادہ بیان کی گئی ہے۔ اور ان میں اس امر کا ذکر بھی ہے کہ مسجدیں صرف اللہ سبحانہ کے ذکر کے لیے مخصوص کریں۔ عبادت خواہ دعا کی صورت میں ہو یا خوف و امید کی شکل میں ہو یا نماز اور زکوٰۃ وغیرہ کی صورت میں سبھی حالات میں خداوند قدوس کے لیے مخصوص ہو۔ جیسے اللہ عزوجل کا حکم ہے کہ ان کا ادب و احترام ملحوظ رکھا جائے اور ان میں اسی کا نام لیا جائے۔ اس کی ایک ہی صورت ہے کہ ان میں صرف خداوند قدوس کی عبادت کی جائے۔ نماز پڑھی جائے، اسلامی تعلیم کی نشر و اشاعت کی جائے، اللہ کے بندوں کو دین کی باتیں بتائی جائیں، دین کے امور سے آگاہی کی جائے اور اس کے دین کی طرف دعوت دی جائے۔ یہ حکم الٰہی اس کے ذکر کے ساتھ ان کو آباد کرنے پر منطبق ہوتا ہے۔ کیونکہ ان کے بنانے کی غرض و غایت صرف ذکر الٰہی ہے اسی لیے اللہ عزوجل نے ان کو آباد اور تعمیر کرنے والوں کے متعلق فرمایا ہے کہ وہ اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہیں، وہ نماز قائم کرتے ہیں، زکوٰۃ دیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے بغیر کسی سے نہیں ڈرتے۔

اس بات میں شک وشبہ کی کوئی گنجائش نہیں کہ ایمان باللہ اور ایمان بالآخرت مساجد کی تعمیر اور آبادکاری کے لیے بنیادی حیثیت کے حامل ہیں۔ کیونکہ مساجد کی غرض وغایت ان میں نماز پڑھنا، اسلامی علوم کی نشرواشاعت کرنا اور نیک امور کی طرف دعوت دینا ہے۔ جیسے قرب الٰہی کے حصول کے لیے ایسے اقوال اور افعال کا کرنا ضروری ہے جو اس کی رضا کا باعث ہوں اور جنھیں وہ پسند کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے نماز، زکوٰۃ اور خشیت الٰہی کا نام لیا ہے کیونکہ یہ ان تمام افعال کے لیے جو قرب الٰہی کا موجب بنتے ہیں، بنیادی امور ہیں۔ نیز تمام محرمات امور سے باز رکھنے میں ممدومعاون ثابت ہوتے ہیں۔ چنانچہ نماز بے حیائی اور برائی کے کاموں سے باز رکھتی ہے۔ ایمان باللہ اور ایمان بالآخرت ایسے امور پر آمادہ کرتے ہیں جو دنیا اور آخرت میں نجات کا باعث ہوتے ہیں۔

مسجد کی تعمیر اور آبادکاری دو انواع پر منقسم ہے۔ ایک کا نام تعمیرِ حسی اور دوسری کو تعمیر معنوی سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ لیکن یہاں پر تعمیرِ معنوی مقصود بالذات ہے۔ جس کی غرض سے مسجد بنائی جاتی ہے کیونکہ تعمیرِ حسی میں بسا اوقات ایک ڈانواں ڈول ایمان والا شخص بھی کسی ذاتی غرض کے پیش نظر یا مفادِ عاجلہ کو ملحوظ خاطر رکھ کر شریک ہوجاتا ہے مگر حسی اور معنوی دونوں طرح کی تعمیر صرف وہی کرتے ہیں جو ایمان کی دولت سے مالامال ہوتے ہیں اور جنھیں یوم آخرت پر کامل یقین ہوتا ہے۔

چنانچہ سید الکونین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

"من بنی مسجدًا[1] للّٰہ بنی اللہ لہ بیتًا فی الجنۃ" (صحیح مسلم جلد اوّل صفحہ ۲۰۱)

کہ "جو شخص اللہ کی رضاجوئی کے لیے مسجد تعمیر کرتا ہے اللہ تعالیٰ جنت میں اس کا گھر تیار کرتا ہے۔"

ایک روایت میں "مثلہ" کا لفظ آیا ہے۔

ایک حدیث میں آیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے محلوں میں مسجدیں بنانے اور انہیں صاف ستھرا رکھنے اور خوشبو لگانے کا حکم فرمایا ہے (رواہ الترمذی واحمد۔ الترغیب جلد اوّل ص۱۹۷)

ایک حدیث میں یہ بھی ذکر آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "میری امت کی نیکیاں میرے سامنے لائی گئیں (اور جو چھوٹی چھوٹی نیکیاں تھیں وہ بھی پیش کی گئیں) حتیٰ کہ ایک تنکا جو کسی نے مسجد سے نکالا تھا۔"

(ابوداؤد۔ ترغیب جلد اوّل ص۱۹۷)

---

[1] صاحب مقالہ نے رسالہ میں من بنی للّٰہ مسجدًا لکھا ہے اور صحیحین کا حوالہ دیا ہے لیکن صحیح بخاری میں ص۶۴ پر للّٰہ کا لفظ نہیں ہے اور مسلم میں من بنی مسجدًا للّٰہ ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کاتب سے سہو ہوئی ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مسعود میں ایک سیاہ فام عورت، جو مسجد نبوی میں جاروب کشی کیا کرتی تھی، فوت ہو گئی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے رات کو اس کی تجہیز و تکفین کر کے جنازہ پڑھا اور اسے قبرستان میں دفن کر دیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس واقعہ کی اطلاع نہ کی۔ صبح کو جب کسی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی وفات کی خبر ملی تو آپ نے فرمایا تم نے مجھے اس کی اطلاع کیوں نہ دی؟ انہوں نے بتایا کہ رات کا وقت تھا ہم نے آپ کو بے آرام کرنا مناسب نہ سمجھا آپ نے فرمایا مجھے بتاؤ کہ اس کی قبر کون سی ہے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس کی قبر کی نشاندہی کی پھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قبر پر کھڑے ہو کر دعا فرمائی۔ (بخاری، ترغیب جلد اول ص ۱۹۶)

مذکورہ بالا تمام احادیث اس امر کی وضاحت کرتی ہیں کہ مسجد کی شان اور اہمیت اسلام میں غیر معمولی اور نمایاں حیثیت کی حامل ہے۔ اسے خوشبو سے معطر کرنا اور صاف ستھرا رکھنا شرعی حکم ہے تاکہ اس طریقے سے نماز کی حفاظت کی جائے اور علمی مجالس میں شمولیت کی جائے۔

حدیث شریف میں جو "دور" کا لفظ آیا ہے اس سے مراد ایسے مقامات ہیں جہاں لوگ جمع ہوتے ہوں۔ اور جمع ہونے والے مخصوص اوصاف سے متصف ہوں۔ یہ محلوں اور بستیوں کے مشابہ ہے چنانچہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی درج ذیل حدیث اس پر دلالت کرتی ہے:

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "انصار کے محلوں میں سے بہترین محلہ بنی نجار کا ہے، پھر بنی عبدالاشہل کا محلہ، پھر بنی حارث بن خزرج کا محلہ، پھر بنی ساعدہ کا محلہ اور انصار کے تمام محلوں میں بھلائی ہے۔"

صحیح احادیث سے یہ بات بھی ثابت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں بیع و شراء سے منع فرمایا نیز گمشدہ اشیاء کی مسجد میں آکر تلاش کرنے کی ممانعت فرمائی۔ شعر و شاعری کی بھی اجازت نہیں دی ہاں البتہ ایسے اشعار جو شریعت محمدی کے خلاف نہ ہوں ان کے پڑھنے کی اجازت مرحمت فرمائی۔ چنانچہ حضرت حسان رضی اللہ عنہ بن ثابت، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں مسجد میں شعر پڑھا کرتے تھے۔ ان کے اشعار کفار کی مذمت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح سرائی کے حامل ہوتے تھے۔ نیز ایسے اشعار کہتے تھے جو اسلام کی خوبیوں پر مشتمل ہوتے تھے۔ آقائے نامدار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان کے اشعار سن کر ان کی تائید فرماتے اور انہیں مزید اشعار پڑھنے کا حکم فرماتے تھے۔

اللہ تعالیٰ نے مسجد کی تعمیر کے سلسلہ میں میانہ روی اور تواضع کو مشروع قرار دیا ہے اور یہود و نصاریٰ کی مانند مسجد کے معاملہ میں باہمی فخر و مباہات کو ممنوع قرار دیا ہے۔ نیز یہود و نصاریٰ کی طرح مساجد کو بیل بوٹوں اور نقش و نگار سے مزین کرنے سے منع فرمایا۔ اس کے متعلق آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

"لا تقوم الساعة حتی یتباھی الناس فی المساجد" (نیل الاوطار جلد ثانی ص۱۵۶)

کہ جب لوگ مسجدوں کی خوبصورتی اور حسن و زیبائش کے متعلق ایک دوسرے پر فخر کریں گے تو قیامت قائم ہونے کا وقت آجائے گا۔"

ایک اور حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

"ما امرت بتشیید المساجد" (ابوداؤد، نیل الاوطار جلد ثانی ص۱۵۴)

کہ "مجھے مسجدوں کو پختہ بنانے کا حکم نہیں ہوا۔"

ایک اور حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

"ما ساء عمل قوم قط الا زخرفوا مساجدھم" (ابن ماجہ، نیل الاوطار جلد ثانی ص۱۵۷)

کہ "جب کوئی قوم مسجدوں میں نماز پڑھنے اور ذکر الٰہی کرنے کے بجائے ان کے تزئین میں لگ جاتی ہے تو ان کے اعمال اچھے نہیں رہتے۔"

حضرت عبداللہ بن عباس بیان کرتے ہیں:

"لتزخرفنھا کما زخرفت الیھود والنصارٰی"[۱] (ابوداؤد، نیل الاوطار جلد ثانی ص۱۵۴)

کہ "تم یہود اور نصاریٰ کی طرح اپنی مساجد کو ضرور مزین کروگے۔"

حضرت عمرؓ بن الخطاب نے مسجد کی تعمیر کے سلسلہ میں ذکر کیا کہ "میں نے تو ایسی مسجد بنائی ہے جو لوگوں کو بارش سے محفوظ رکھے۔ تم اس میں نقش و نگار کرنے سے پرہیز کرو ایسا نہ ہو کہ لوگ فتنہ میں مبتلا ہوجائیں۔"

کیونکہ مساجد کی تعمیر میں تکلف کرنا مادی تعمیر ہے اور ایک دوسرے پر فخر و مباہات کا باعث ہے جو مسجدوں میں کمی اور معنوی تعمیر میں کوتاہی کا موجب ہے۔ کیونکہ ہر شخص مادی طور پر مسجد کی تعمیر میں فراخی سے کام نہیں لے سکتا۔ نیز اس کی اصل غرض و غایت اطاعت الٰہی اور اس کا ذکر و اذکار ہے۔ اور یہ غرض مسجدوں میں بیل بوٹے

---

[۱] صاحب مضمون نے رسالہ میں یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث بیان کی ہے لیکن صحیح بخاری ص۶۴ پر یہ حضرت ابن عباسؓ کا قول ہے۔ اسی طرح "نیل الاوطار" جلد ثانی میں بھی یہ ابن عباس کا قول بیان کیا گیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کاتب سے سہو ہوئی ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

بنانے اور زیب و زینت سے آراستہ کرنے اور ایک دوسرے پر فخر و مباہات سے حاصل نہیں ہوتی۔ مسلمانوں کے لیے مشروع امر تو یہ ہے کہ جو مسجد اللہ عزوجل کے ذکر اور اطاعت کی غرض و غایت سے بنائی جائے اس کی تعمیر میں ایک دوسرے سے تعاون کیا جائے اور اس میں بیل بوٹے، زیب و زینت اور فخر و مباہات سے اجتناب کیا جائے۔ نیز اپنے مسلمان بھائیوں کو اس کی تعمیر اور آبادکاری میں حصہ لینے کی ترغیب دلائی جائے۔ کہ وہ اس میں اللہ کا ذکر کریں۔ اس کی اطاعت کریں، دینی علم حاصل کریں اور دینی مسائل سیکھنے کی کوشش کریں اس کی بربادی کے اسباب سے اجتناب کریں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ایسے شخص کو سخت وعید کی ہے جو اللہ کی مساجد میں ذکر کرنے سے روکتا ہے اور اس کی بربادی کے اسباب پیدا کرتا ہے۔ جیسے فرمان الٰہی ہے:

"وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ مَنَعَ مَسَاجِدَ اللَّهِ أَنْ يُذْكَرَ فِيهَا اسْمُهُ وَسَعَىٰ فِي خَرَابِهَا أُولَٰئِكَ مَا كَانَ لَهُمْ أَنْ يَدْخُلُوهَا إِلَّا خَائِفِينَ لَهُمْ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ وَلَهُمْ فِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيمٌ" (البقرۃ، پ۱)

کہ "اس شخص سے بڑا ظالم کون ہو سکتا ہے جو اللہ کی مساجد میں اس کے ذکر سے روکتا ہے اور اسے برباد کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ ایسے لوگوں کو چاہیے کہ مسجد میں ڈرتے ڈرتے داخل ہوں (تاکہ ان پر کوئی مصیبت یا عذاب الٰہی نازل نہ ہو جائے) ان لوگوں کے لیے دنیا میں ذلت اور رسوائی اور آخرت میں بڑا عذاب ہے۔"

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے شخص کی تعریف فرمائی جو مسجد میں نماز اور ذکر الٰہی کی خاطر آتا ہے:

"من غدا الی المسجد اوراح اعد اللہ لہ فی الجنۃ نزلا کلما غدا اوراح" (بخاری۔ ترغیب جلد اول ص۲۱۳)

"جو شخص صبح یا شام مسجد کی طرف (ذکر الٰہی کی غرض سے) جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کا گھر جنت میں تیار کرتا ہے۔"

ایک حدیث میں آیا ہے:

"بشر المشائین فی الظلم الی المساجد بالنور التام یوم القیامۃ" (ابوداؤد)

کہ "جو لوگ اندھیری رات میں نماز کے لیے مسجد میں جاتے ہیں انہیں خوشخبری دو کہ قیامت کے روز انہیں کامل نور (کی نعمت) سے نوازا جائے گا۔"

صحیح مسلم میں ہے۔ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"من تطهر في بيته ثم خرج الى المسجد لا ينهزه الا الصلوة لم يخط خطوة الا رفعه الله بها درجة وحط عنه بها خطيئة فاذا دخل المسجد لم يزل في الصلوة ما انتظر الصلوة والملائكة تصلي عليه تقول "اللهم اغفر له اللهم ارحمه"

"جس شخص نے گھر میں وضو کیا پھر مسجد میں گیا۔ اس کی غرض وغایت وہاں پر نماز ادا کرنا ہے۔ تو ایسے شخص کے ہر ہر قدم کے بدلے درجات بلند ہوں گے اور گناہ مٹا دیئے جائیں گے۔ جب وہ مسجد میں داخل ہوگا تو جماعت کا انتظار کرنے تک نماز میں شمار کیا جائے گا۔ فرشتے اس کے لیے رحمت کی دعائیں کرتے رہتے ہیں اللّٰھم اغفرلہ اللّٰھم ارحمہ"

اس مفہوم کی حدیثیں کتب احادیث میں کثرت سے مذکور ہیں۔

یہ تنبیہ کرنا ضروری ہے کہ قبروں کے پاس مسجد بنانا ناجائز ہے کیونکہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کرنے والے پر لعنت فرمائی ہے۔ نیز قبروں کے پاس مسجد بنانا مُردوں کی تعظیم میں غلو اور شرک کا موجب بنتا ہے مزید برآں قبروں پر طواف کا سبب بنتا ہے۔ جیسے اکثر اسلامی ممالک میں یہ وبا پھیلی ہوئی ہے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

"لعن الله اليهود والنصارى اتخذوا قبور انبيائهم مساجد" (صحیح مسلم جلد اول ص۲۰۱)

کہ "یہود و نصاریٰ پر اللہ تعالیٰ لعنت فرمائے انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیا۔"

جب حضرت ام سلمہؓ اور ام حبیبہؓ نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ذکر کیا کہ انہوں نے ملکِ حبشہ میں ایک گرجا دیکھا اس میں تصویریں تھیں۔ یہ سن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب ان میں کوئی نیک شخص فوت ہو جاتا تو اس کی قبر کو سجدہ گاہ بنا لیتے تھے اور ان میں ان کی تصویریں بناتے تھے۔ یہ لوگ قیامت کے روز اللہ کے نزدیک تمام مخلوقات سے بدترین ہوں گے۔ (متفق علیہ۔ صحیح مسلم جلد اول ص۲۰۱)

صحیح مسلم میں روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"الا وان من كان قبلكم كانوا يتخذون قبور انبيائهم وصالحيهم

مساجد۔ الا فلا تتخذوا القبور مساجدا فی انہا کم عن ذٰلک“ (صحیح مسلم جلد اول ص۲۰۱)

”میری بات غور سے سنو! تم سے پہلے لوگ اپنے انبیاء اور بزرگوں کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیتے تھے۔ خبردار! تم قبروں کو سجدہ گاہ مت بنانا۔ میں تمہیں اس سے منع کرتا ہوں۔“

صحیح مسلم میں ایک روایت جابر بن عبداللہ انصاری سے یوں مروی ہے:

”نھی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ان یجصص القبر وان یقعد علیہ وان یبنی علیہ۔ زاد الترمذی وان یکتب علیہ“ (صحیح مسلم جلد اول ص۳۱۲)

کہ ”آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قبر کو چونہ گچ کرنے، اس پر مجاورت کرنے اور اس پر (قبے وغیرہ) تعمیر کرنے سے منع فرمایا۔ ترمذی میں یہ الفاظ زائد ہیں ”کہ قبر پر کچھ کتبہ وغیرہ لکھنے کی بھی ممانعت فرمائی۔“

اس مفہوم کی حدیثیں بے شمار مذکور ہیں۔ ان صحیح احادیث سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے توحید کی نشر و اشاعت میں ایڑی چوٹی کا زور لگایا اور شرک کے ذرائع مسدود کرنے اور اہل قبور کے متعلق غلو برتنے سے روکنے میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی۔ اتنے واضح بیان اور سخت وعید کے باوجود اکثر لوگ مُردوں کی تعظیم میں غلو سے کام لیتے ہیں۔ ان کی قبروں پر مسجدیں اور گنبد بناتے ہیں ان پر غلاف پہناتے ہیں اور رنگا رنگ بیل بوٹوں سے مزین کرتے ہیں۔ چراغ روشن کرتے ہیں۔ انہیں خوشبوئیں لگاتے ہیں۔ حتیٰ کہ اکثر جاہل لوگ ان میں غلو کر کے شرک میں مبتلا ہو جاتے ہیں اور اہل قبور سے امداد طلب کرتے ہیں۔ ان کے نام کی نذر و نیاز دیتے ہیں۔ ان کے سامنے فریادیں کرتے ہیں اور قبروں پر طواف کرتے ہیں:

یہ بات شک و شبہ سے بالاتر ہے کہ مذکورہ بالا امور اس امر سے متضاد ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ سید البشر صلی اللہ علیہ وسلم نے قبروں پر غلو کرنے سے منع فرمایا کیونکہ اس میں اللہ اور اس کے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت ہے۔ اس لیے اہل ایمان اور اہل علم پر واجب ہے کہ لوگوں کو اس عظیم فتنے (شرک) سے آگاہ کریں اور بیان کریں کہ قبروں پر جو گنبد اور قبے بنے ہوئے ہیں انہیں مسمار اور منہدم کر دیں (کیونکہ یہی شرک کا منبع اور مرکز ہیں) اور انہیں بتایا جائے کہ یہ قبروں پر گنبد اور قبے تعمیر کرنا) سراسر شرک ہے۔ تاکہ ہادئ اکبر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت اور منشا کے مطابق عمل کیا جائے اور توحید کی حمایت میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا جائے اور شرک کو بیخ و بن سے اکھاڑا جائے۔ کیونکہ شرک کی ایک چنگاری اعمال

کے پہاڑ جیسے اونچے کھلیان کو منٹوں سیکنڈوں میں جلا کر خاک کر دیتی ہے۔ (اعاذنا اللہ منہ)

چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو حکم فرمایا تھا کہ:

"لا تدع تمثالا الا طمسته ولا قبرا مشرفا الا سويته" (صحیح مسلم جلد اول ص۳۱۲)

کہ "جو تصویر دیکھو اسے مٹا دو اور جو اونچی قبر (گنبد اور قبے والی) دیکھو اسے (منہدم کر کے دیگر قبور کے) برابر کر دو"

اس معاملہ میں جو حدیثیں اوپر ذکر ہو چکی ہیں وہ کافی ہیں۔ وہ اس امر پر دلالت کرتی ہیں کہ ہر ایسا عمل جو شرک کا باعث بنے یا جس سے شرک کی بو آئے شریعت مطہرہ میں اس کے جواز کی قطعاً کوئی گنجائش نہیں۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ علماء اور احکام کی یہ عظیم ذمہ داری ہے۔ اور اس معاملہ (اور دیگر اسلامی معاملات) میں وہ (اپنے پروردگار کے سامنے) ہر لحاظ سے جوابدہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو توفیق بخشے کہ اس کے اوامر جاری کریں اور اس کی منہیات سے (لوگوں کو) روکنے کی کوشش کریں۔ ان کے قلوب اور اعمال کی اصلاح فرمائے۔ ان کے گھروں کو بدعت اور شرک اور اس کے ذرائع سے پاک کرے۔ ان کو اور ہم سب مسلمانوں کو ہدایت یافتہ گروہ میں شامل فرمائے، آمین! وصلی اللہ علی نبینا محمد وآلہ واصحابہ واتباعہ باحسان۔

۲۸ صفحہ سے آگے

حسب ذیل شیوخ کا شمار بھی آپ کے تلامذہ میں ہوتا ہے:

شیخ احمد بن عبدالرحمن سندھی، شیخ محمد سعید صقر، شیخ عبدالقادر خلیل کدک، شیخ عبدالقادر بن احمد، شیخ احمد شیخ عبدالکریم بن عبدالرحیم الداغستانی، شیخ علی بن صادق الداغستانی، سید علی بن ابراہیم، شیخ عبدالکریم بن احمد الشراباتی، شیخ علی بن عبدالرحمن الاسلامبولی، شیخ علی بن محمد الزہری، مفتی محمد بن عبداللہ المدنی، شیخ علیم الدین بن عبدالرشید لاہوری المدفون بدمشق، شیخ خیرالدین بن محمد زاہد سورتی وغیرہ[1] سید عبدالحئی یہ نام لکھنے کے بعد فرماتے ہیں "وخلق کثیر من العلماء والمشائخ" .... کہ علماء و مشائخ کی کثیر تعداد نے ان سے استفادہ کیا ہے۔ ان کا یہ فرمان بلاشبہ مبنی بر حقیقت ہے۔ ۲۴ سال مسلسل مسجد نبوی میں بیٹھ کر درس حدیث دینے والے بزرگ کے تلامذہ کا شمار کیونکر ہو سکتا ہے!

[1] نزہۃ الخواطر ص ۳۰۲ ج ۶۔